سیّد ریاست علی ندوی

یولوجیس کی مذہبی تحریک

تاریخِ اندلس سے دلچسپی رکھنے والے توہینِ رسالت پر مبنی اِس تحریک کے بارے میں تفصیلات جانتے ہیں۔ مغربی اہلِ قلم نے اِس تحریک کے مالہ وما علیہ کے بارے میں بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ اُردو میں شاید سب سے پہلے اِس تحریک کے پس منظر میں مولانا عبدالحلیم شرر (م ۱۹۲۶ء) نے تقریباً سو سال قبل "فلورا و فلورنڈا" کے نام سے ایک ناول لکھا تھا۔ مرحوم سیّد ریاست علی ندوی نے اپنی تالیف "تاریخ اندلس" حصّہ اوّل، [اعظم گڑھ: مطبع معارف (۱۹۵۰ء)] میں نمائندہ مغربی مصنّف سٹینلے لین پول (۱۸۵۴ء - ۱۹۳۱ء) کے تفصیلی بیان کی عمدہ تلخیص پیش کی ہے۔ "تاریخ اندلس" کا متعلقہ حصّہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر

[عبدالرحمٰن ثانی] کے عہدِ حکومت کے متعلق موجودہ زمانہ کے عیسائی مؤرخین نے اپنے قدیم عیسائی مؤرخین کے حوالہ سے ایک ایسی داستان بھی لکھی ہے، جواب بہت مشہور ہو چکی، مگر اس کا سُراغ ہمیں عرب مؤرخین کے بیانوں میں نہیں ملا، تاہم اُس کی شہرت کا تقاضا ہے کہ ہم ان واقعات کو بھی اجمالی طور پر ذیل میں نقل کریں۔ روایت ہے کہ اس کے عہد میں اندلس میں جان نثارانِ مذہب کی ایک جماعت پیدا ہوئی، جس کے افراد دین اسلام کو برملا برا کہتے، نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو سب و شتم کا نشانہ بناتے، اور اس کی پاداش میں حکومت کی سختیاں قبول کرتے، اور اپنے نقطۂ نظر سے وہ قتل ہو کر عیسائی مذہب کی خدمت میں نثار ہو جاتے تھے، لین پول نے اس حکایت کو تفصیل سے درج کیا ہے، وہ لکھتا ہے کہ

اندلس میں عیسائیوں کو اپنے مذہبی مراسم آزادی سے انجام دینے کی جو رعایتیں حاصل تھیں، اُن کے طبائع کی کج روی سے اس کا عجیب برعکس قسم کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ اندلس کے پادری کلیساؤں کے پچھلے اقتدار کو بحال کرنے کے خواہاں تھے، لیکن اسلامی حکومت کی اس روا دارانہ روش سے ان کو عیسائیوں کے جذبات کے برانگیختہ کرنے کا موقع نہ مل سکتا تھا، اس لیے انھوں نے چند غالی مسیحیوں میں یہ خیالات پیدا کیے کہ مذہب کی اصل روح تکلیفیں اٹھانے سے پیدا ہوتی ہے، اس لیے حکمرانوں کو مشتعل کر کے انسانی جسم اور گوشت پوست کو تکلیفیں پہنچائی جائیں، تاکہ روح کا تزکیہ و تقدیس ہو سکے۔ اس تحریک کا بانی قرطبہ کا ایک راہب یولوجیس (Eulogius) تھا۔ وہ اپنی مشقت و مجاہدہ کی راہبانہ

زندگی سے عیسائیوں میں عقیدت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اُس نے چند نوجوانوں میں فدائیت کا جذبہ پیدا کیا کہ اپنی روح کو پاک کرنے کے لیے اس "نئے" دینِ اسلام اور اس کے داعی (علیہ السلام) پر سب و شتم کریں۔ اسلامی قانون کی رو سے اسلامی حکومت میں شاتمِ رسول ﷺ کی سزا قتل ہے، حکومت انھیں گرفتار کرے گی اور گویا یہ نوجوان حضرت مسیح علیہ السلام کی پیروی کریں گے، اور اپنی جانوں کو قربان کر کے جامِ شہادت نوش کریں گے۔

یولوجیس کی تحریک کو کامیاب بنانے میں قرطبہ کے ایک دولت مند عیسائی نوجوان الوارو (Alvaro) اور ایک حسین دوشیزہ فلورا (Flora) نے نمایاں حصّہ لیا، الوارد یولوجیس اور دوسرے پادریوں کے ساتھ مل کر اس تحریک کی رہنمائی کرتا رہا۔ فلورا کا باپ مسلمان اور ماں عیسائی تھی، باپ کا انتقال ہو چکا تھا، ماں نے بچوں کو تعلیم و تربیت دی، فلورا کا بھائی تو اپنے آبائی دین پر قائم رہا، مگر ماں نے لڑکی کو اپنی تربیت سے درپردہ عیسائی بنا لیا۔ یولوجیس کی تلقین اور بائبل کی اس عبارت سے کہ "وہ شخص جو لوگوں کے سامنے مجھ سے انکار کرے گا، میں اس باپ کے سامنے جو آسمان میں ہے، اس سے انکار کر دوں گا" اس کے جذبات برانگیختہ ہوئے، وہ بھائی کے گھر سے نکل بھاگی، اور عیسائیوں میں جا کر پناہ گزین ہو گئی۔ جب اس کے فرار ہونے کی ذمہ داری عیسائی پادریوں کے سر ڈالی گئی، تو وہ گھر واپس آئی، اور علانیہ دینِ مسیحی قبول کرنے کا اعلان کیا۔ بھائی نے اس کو سمجھایا، مگر وہ اپنے عقیدہ پر استوار رہی، تو اس کا معاملہ شرعی عدالت میں لایا گیا، قاضی نے اس کو دُرّے لگوائے اور شرعی حکم کے مطابق اس کو گھر واپس کیا کہ اس کے سامنے دوبارہ اسلام پیش کیا جائے اور اس دین کے قبول کرنے کی تلقین کی جائے۔ واپس آنے کے بعد وہ پھر فرار ہو گئی اور کسی عیسائی کے گھر میں روپوش ہو گئی۔

یہاں پہلی مرتبہ یولوجیس سے اس کی ملاقات ہوئی اور کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے دلوں میں مسیحی رشتہ کی معصوم اور پاک محبت ایک دوسرے سے پیدا ہو گئی، چنانچہ یولوجیس، فلورا کو اپنے ایک خط میں اپنی اس پہلی ملاقات کے تاثرات ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

> اے مقدس بہن! تو نے مجھ پر یہ کرم کیا کہ تو نے مجھ کو اپنی وہ گردن دکھائی جو دُرّوں کی چوٹ سے پاش پاش ہو چکی تھی اور جس پر سے وہ خوبصورت لٹیں کاٹ دی گئی تھیں جو کبھی اس پر لٹکا کرتی تھیں۔ یہ اس لیے کہ تو نے مجھے اپنا روحانی باپ تصور کیا اور تو نے مجھے اپنی طرح مخلص اور پارسا یقین کیا، میں نے ان زخموں پر آہستہ سے اپنا ہاتھ رکھا، میں نے چاہا کہ میں انھیں اپنے لبوں سے اچھا کر دوں، کیا میں جسارت کر سکتا تھا۔۔۔
> جب میں تجھ سے جدا ہوا تو میں اس شخص کے مثل تھا جو خواب میں چہل قدمی کرتا ہو اور نہ ختم ہونے والی آہ و زاری کرتا ہو۔

فلورا کچھ دنوں تک عیسائیوں کے حلقہ میں روپوش اور کلیسا میں حاضری دیتی رہی۔ اس کے بعد

یولوجیس کی تحریک کے عملی مظاہرے شروع ہوئے۔ چنانچہ ایک پادری پرفکٹس (Perfectus) عین عید کے دن مسلمانوں کے ایک مجمع میں گھس آیا اور دین اسلام اور داعی اسلام علیہ السلام کی شان میں ناملائم کلمات زبان سے نکالے۔ مجمع میں اشتعال پیدا ہوا، لوگ جذبہ اشتعال میں اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کا کام تمام کر دیا۔ قرطبہ کا بشپ اس کی لاش اٹھا لے گیا اور سینٹ اکسکس (Saint Aciscas) میں مسیحی تبرکات کے ساتھ اس کو دفن کیا گیا اور عیسائیوں نے اس "شہید ملت" کو ولی کا درجہ عطا کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی دن دو مسلمان دریا میں ڈوب گئے جس کو خوش عقیدہ عیسائیوں نے مسلمانوں سے خدائی انتقام قرار دیا اور پھر اسی سال عبدالرحمن ثانی کے نہایت مقرب خادم نصر کی وفات ہوئی اور یہ گویا نعوذ باللہ مسلمانوں سے خدا کا دوسرا انتقام تھا۔

اس کے بعد ایک دوسرا پادری آیزک (Isac) سامنے آیا۔ یہ قاضی کی عدالت میں حاضر ہوا کہ وہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے، جیسے ہی اس کو مسلمان کرنے کے لیے دینی عقائد اس کے سامنے بیان کیے جانے لگے، اس نے اسلام پر سب و شتم شروع کر دی۔ قاضی کے لیے برداشت کرنا دشوار ہو گیا۔ اس نے ایک طمانچہ مار کر کہا، "جانتا ہے، اسلام میں اس کی سزا قتل ہے؟" اس نے جواب دیا کہ وہ جان بوجھ کر یہاں آیا ہے اس لیے کہ خدا فرماتا ہے کہ "مبارک ہیں وہ لوگ جو دینداری کے لیے ستائے جاتے ہیں، آسمان کی بادشاہت ان کے لیے ہے۔" آیزک نے اپنے جرم کی سزا پائی اور مسیحی اولیاء کی صف میں یک دوسرے ولی کا اضافہ ہوا۔

اس کے بعد قصر شاہی کے ایک عیسائی پہرے دار سینکو (Sancho) کے دماغ میں یہ سودا سمایا۔ اس نے آنحضرت ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کیں اور اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔ پھر چھ مسیحی دیوانے پادری قاضی کی عدالت میں آئے۔ جو کچھ آیزک اور سینکو نے کہا ہے وہی وہ بھی کہتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کو برملا ناملائم الفاظ میں یاد کرنا شروع کیا۔ ان سب کی گردنیں بھی اڑا دی گئیں۔ ان کے اتباع میں تین دیوانے پادری اور آئے اور وہ بھی جہنم واصل ہوئے۔ اسی طرح ایک سال ۸۵۱ء/ ۲۳۷ھ میں گیارہ عیسائیوں نے گندہ دہنی و بدزبانی کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ کر اپنی جانیں گنوائیں۔

لین پول کا بیان ہے کہ اگرچہ گیارہ آدمی اس احمقانہ تحریک کے سبب لقمۂ اجل بن گئے، بایں ہمہ قرطبہ کے عیسائیوں کی بڑی جماعت اس حرکت کو ناروا سمجھتی رہی اور یہ تحریک پادریوں سے نکل کر عوام میں مقبول نہ ہو سکی۔ سمجھ دار عیسائیوں نے اسلامی حکومت کی رواداری اور ان کے ساتھ مسلمان کے شریفانہ طرز عمل کو یاد دلایا، اور باور کرایا کہ وہ اپنی وسعت قلب کے باوجود اس بدزبانی کو برداشت نہ کریں گے اور نہ اس کی انھیں پروا ہوگی کہ بہرحال اسلام میں شاتم رسول کی سزا قتل ہے۔ علاوہ ازیں ایسی خودکشی عیسائیت کے نقطۂ نظر سے بھی روا نہیں۔ انجیل مقدس کی یہ بھی تعلیم ہے کہ "بد زبانیاں کرنے والے آسمانی بادشاہت میں داخل نہ ہوں گے۔"

یولوجیس نے انجیل کی عبارتوں اور مسیحی علماء کی سوانح عمریوں سے ان اعتراضوں کے جوابات

دیے، مگر پادریوں کی ایک متعصب جماعت کے سوا وہ کسی کو متاثر نہ کر سکا۔ پھر پادریوں میں بھی اس کی مخالفت کی تحریک شروع ہوئی۔ چنانچہ اشبیلیہ کے لاٹ پادری نے کلیسا میں ایک مجلس منعقد کی جس میں اس سلسلہ میں نذر اجل ہو جانے والوں کو شہادت کے مرتبہ پر فائز رکھا گیا، مگر اس تحریک کو جاری رکھنے کی مذمّت کی گئی اور عام عیسائیوں کو اس کے قبول کرنے سے منع کیا گیا۔

اس کے بعد اس تحریک کے سرگرم ارکان گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیے گئے۔ اس کے بعد پادریوں کی جماعت میں سے کسی نے اس فعلِ شنیع کا ارتکاب نہیں کیا، لیکن اتفاق سے وہ دوشیزہ فلورا جو کسی عیسائی کے گھر میں روپوش تھی، ایک دن کلیسا گئی، وہاں اس کی ملاقات ایک دوسری عیسائیہ مَیری (Mary) سے ہوئی جو مقتول پادری آیئزک کی بہن تھی۔ میری اپنے بھائی کی موت سے بہت متاثر تھی اس نے فلورا سے کہا کہ وہ اپنے بھائی کے پاس آسمان کی بادشاہت میں جانا چاہتی ہے۔ یہ سن کر فلورا کی دبی ہوئی آرزو بھی جاگ اٹھی اور اس نے بھی میری کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ دونوں لڑکیاں قاضی کے پاس آئیں اور آنحضرت ﷺ کی شان میں ناملائم کلمات پے در پے کہے۔ قاضی نے ان کو اس سے باز رہنے کی تلقین کی، پھر گرفتار کر کے قید خانہ میں بھیج دیا کہ شاید وقتی جوش و خروش ٹھنڈا ہو جائے اور یہ راہ راست پر آ جائیں، لیکن ان کا قید خانہ میں آنا ان کے لیے اور ہلاکت کا باعث ہوا۔ تحریک کا بانی یولوجیس قید خانہ میں موجود تھا۔ اس نے وعظ و پند سے انھیں اپنے مقصد پر استوار رہنے کی تلقین کی اور اس نے فلورا کے لیے ایک پورا رسالہ لکھا جس میں مذہب کے لیے شہادت حاصل کرنے کے فضائل سمجھائے گئے تھے۔ چنانچہ یہ دونوں لڑکیاں اپنے عزم میں استوار رہیں اور ۲۴ نومبر ۸۵۱ء/ ۲۳۷ھ کو قتل کر دی گئیں۔ یولوجیس نے فلورا کے "واقعۂ شہادت" پر ایک پُردرد گیت لکھا ہے جو عیسائیوں کے مذہبی حلقہ میں ایک مدت تک پڑھا پڑھایا گیا۔

عبدالرحمٰن کے زمانہ میں عیسائیوں کی طلب شہادت کا یہ آخری واقعہ تھا۔ اس کے بعد حالات پُرسکون ہو گئے اور تحریک کے رہبر یولوجیس وغیرہ رہا کر دیے گئے اور اس کے دوسرے سال عبدالرحمٰن نے وفات پائی۔

لین پول کا خیال ہے کہ عبدالرحمٰن نے اپنی نرم خوئی سے اس تحریک کا مقابلہ کیا، اس کے لیے، خصوصاً اس وقت جب کہ اشبیلیہ میں پادریوں نے متفقہ طور پر اس کو ناروا قرار دے دیا تھا، یولوجیس کو صرف قید کرنے کے بجائے اس کی زندگی کا خاتمہ کرا دینا چاہیے تھا، لیکن اس نے رحم دلی سے کام لے کر اُن کے ان افعال شنیعہ کو مجنونانہ حرکتوں پر محمول کیا اور صرف ان ہی لوگوں کو سزائیں دیں جنھوں نے اپنے پے در پے عمل سے اپنے کو شاتمِ رسول کی سزا کا مستوجب ٹھہرایا اور اسی سبب سے عبدالرحمن اس تحریک کو دبانے میں کامیاب ہوا، اور اس کی حیثیت چند متعصّب پادریوں کی مجنونانہ حرکتوں سے کچھ زیادہ قرار نہ پائی، لیکن آگے چل کر یولوجیس نے پھر سر اٹھایا اور امیر محمد [بن عبدالرحمٰن ثانی] کے ہاتھوں اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔